بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اصولِ جرح وتعدیل

از

مولانا محمد صدر الوری قادری

استاذ الجامعۃ الاشرفیہ، مبارک پور، ضلع اعظم گڑھ یوپی

﴿ ناشر ﴾

مجلس برکات، الجامعۃ الاشرفیہ، مبارک پور اعظم گڑھ یوپی

عنہا کے اسماے مبارکہ کثرتِ روایت والے صحابہ میں سرفہرست نظر آتے ہیں، جب کہ کچھ صحابۂ کرام عہد رسالت ہی میں حدیثیں لکھتے تھے جن میں خاص طور پر حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا نام نامی کتب احادیث میں ملتا ہے۔ صحابۂ کرام کا آپس میں ایک دوسرے پر ایسا اعتماد تھا کہ ایک دوسرے سے حدیثیں سن کر محفوظ کر لیتے اور حجت و دلیل سمجھ کر ان پر عمل کرتے، مزید کسی شہادت و تحقیق کی ضرورت انھیں محسوس نہیں ہوتی، اور یہ سلسلہ حضرات خلفاے ثلاثہ سیدنا ابوبکر صدیق، سیدنا عمر فاروق، سیدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہم تک رہا۔ اس وقت تک دشمنان اسلام میں اتنی جرأت و ہمت بھی نہیں تھی کہ اپنے باطل مفاد کے لیے حدیثیں گڑھ کر نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف منسوب کریں۔ کبار صحابہ موجود تھے جنھوں نے سفر، حضر میں رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ارشادات سنے تھے۔ احوال و کوائف کا مشاہدہ کیا تھا، نزول وحی کا زمانہ بالکل قریب تھا اگر دشمنان اسلام وضع و تحریف کی جرأت بھی کرتے تو اپنے مقصدِ شر میں کامیاب نہیں ہوسکتے تھے، فوراً ان کی گرفت ہوتی، مواخذہ ہوتا۔

مگر جب سیدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا واقعۂ شہادت پیش آیا اس کے بعد طرح طرح کے فتنے پیدا ہوئے، امت میں شدید اختلاف و انتشار ہوا جس کے نتیجے میں **اسلام دشمن قوتوں کو حدیثیں گڑھنے کا موقع مل گیا** اور اسلام کا شیرازہ منتشر کرنے کے لیے زنادقہ نے خود ساختہ احادیث کا انبار لگا دیا، مشہور محدث حماد بن زید فرماتے ہیں: وضعت الزنادقة على رسول الله صلى الله عليه وسلم أربعة عشر ألف حديث. (تدریب الراوی، ص:۲۵۲)

”زنادقہ نے رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر چودہ ہزار حدیثیں گڑھیں۔“

عبد الکریم بن ابی العوجاء جسے خلیفہ مہدی کے دور حکومت میں وضع حدیث کے جرم میں قتل کیا گیا اور سولی دی گئی اس کے بارے میں معروف محدث ابن عدی فرماتے ہیں کہ جب اس کی گردن مارنے کے لیے اسے گرفتار کیا گیا تو اس نے کہا:

وضعت فيكم أربعة آلاف حديث أحرم فيها الحلال وأحلل

فیھا الحرام. (مصدر سابق)

”میں نے تم میں چار ہزار حدیثیں گڑھی ہیں جن میں حلال کو حرام اور حرام کو حلال کیا ہے۔“

خلیفہ ہارون رشید کے دربار خلافت میں ایک زندیق کو لایا گیا جس کی گردن مارنے کا فرمان صادر ہوا تو زندیق نے خلیفہ وقت سے پوچھا کہ تم میری گردن کیوں مارو گے؟ خلیفہ نے جواب دیا: بندگان خدا کو تمھارے شر سے نجات وراحت دینے کے لیے تمھاری گردن ماری جائے گی۔ زندیق نے کہا کہ ان ایک ہزار حدیثوں سے تم کہاں راحت پاسکو گے جن کو میں نے رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر وضع کیا ہے۔ ان میں کوئی ایسا حرف نہیں ہے جو رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زبان اقدس سے صادر ہوا ہو۔ خلیفہ نے جواب دیا:

فأين أنت يا عدو الله من أبي اسحاق الفزاری وعبد الله بن المبارك ينخلانها فيخرجانها حرفا حرفا. (تاریخ الخلفاء، ص:۲۹۳)

”اے دشمن خدا! تو ابو اسحاق فزاری اور عبد اللہ بن مبارک سے کہاں غافل ہے، یہ حضرات تیری گڑھی ہوئی حدیثوں کو بھوسی کی طرح چال کر ایک ایک حرف الگ کر دیں گے۔“

حافظ ابن اثیر جزری نے زنادقہ کے بارے میں فرمایا:

وضعوا الأحاديث وحدثوا بها ليوقعوا بذلك الشك فی قلوب الناس. (مقدمة نوادر الأصول، ص:۹۰)

زندیقوں کی ایک جماعت نے حدیثیں وضع کیں اور لوگوں کے دلوں میں شک ڈالنے کے لیے انھیں بیان کیا۔

ادھر روافض نے اہل بیت کے فضائل میں بے شمار حدیثیں وضع کیں اور ان کی مقابلہ آرائی کے لیے جماعت اہل سنت کے بعض جہلا نے بھی حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، بلکہ حضرات شیخین سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ، سیدنا عمر فاروق رضی اللہ

تعالیٰ عنہ کے فضائل میں بے شمار حدیثیں گڑھیں، علامہ حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: وأما الفضائل فلا تحصی کم وضع الرافضة فی فضل أهل البيت و عارضهم جهلة أهل السنة بفضائل معاو ية، بل و بفضائل الشيخين وقد أغنا هما الله وأعلى مرتبتهما عنها.

(مقدمہ لسان المیزان، ص: ۲۰)

''رہے فضائل تو کوئی گنتی نہیں کہ رافضیوں نے اہل بیت کی فضیلت میں کتنی حدیثیں گڑھی ہیں اور جاہل سنیوں نے ان کا مقابلہ حضرت امیر معاویہ کے فضائل، بلکہ حضرات شیخین کے فضائل سے کیا جب کہ اللہ تعالیٰ نے ان فضائل سے انھیں بے نیاز رکھا ہے اور ان کا مرتبہ بلند بنایا ہے۔''

اس طرح مختلف اغراض ومقاصد کے لیے تمام تر وعید کے باوجود وضع حدیث کا سلسلہ سیدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے واقعہ شہادت کے بعد ہی شروع ہوگیا جس کے بعد اس بات کی سخت ضرورت پیش آئی کہ احادیث کی تحقیق کی جائے، متون اور اسانید کا دقتِ نظر سے جائزہ لیا جائے، رجال حدیث کا تزکیہ اور ان کی تعدیل کی جائے، یا بصورت دیگر ان کی تجریح کی جائے۔ امام محمد بن سیرین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

إن هذا العلم دين فانظروا عمّن تاخذون دينكم.

(مقدمہ صحیح مسلم، ص: ۱۱)

''بیشک یہ علم دین ہے تو دیکھ لو کہ کس سے تم اپنا دین لیتے ہو۔

اور ارشاد فرمایا:

لم يكونوا يسألون عن الإسناد فلما وقعت الفتنة قالوا سموا لنا رجالكم فينظر إلى أهل السنة فيوخذ حديثهم و ينظر إلى أهل البدع فلا يوخذ حديثهم. (مصدر سابق)

''لوگ پہلے سند کے بارے میں نہیں پوچھتے تھے مگر جب فتنہ وقوع پذیر ہوا تو کہتے: ہم سے اپنے رجال کے نام بتاؤ تو اگر رجال حدیث اہل سنت سے نظر آتے تو ان کی حدیث لی

جاتی، اور اگر اہل بدعت سے دکھائی دیتے تو ان کی روایت کی ہوئی حدیث نہیں لی جاتی۔"

یہاں فتنہ سے مراد سیدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا واقعۂ شہادت ہے حضرت سعید بن المسیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

فلما وقعت الفتنة الأولى يعنى مقتل عثمان فلم يبق من أصحاب بدر أحد. (صحيح البخارى، كتاب المغازى)

"جب پہلا فتنہ یعنی سیدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا واقعۂ شہادت رونما ہوا تو اصحاب بدر میں سے کوئی بھی باقی نہ بچے۔"

اس سے معلوم ہوا کہ **طلب اسناد کا آغاز** سیدنا علی مرتضی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور خلافت میں ہوا، مگر بخاری شریف کی ایک روایت سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ احادیث کے بارے میں تحقیق و تفتیش کا عمل سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور خلافت میں ہی شروع ہو چکا تھا۔ چناں چہ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

كنت فى مجلس من الأنصار إذ جاء أبو موسى كأنه مذعور فقال: استأذنت على عمر ثلاثا فلم يؤذن لى فرجعت، فقال: ما منعك؟ قلت: استأذنت ثلاثا فلم يؤذن لى فرجعت، وقال رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم: إذا استأذن أحدكم ثلاثا فلم يؤذن له فليرجع - فقال والله لَتقيمنّ عليه بينة، أمنكم أحد سمعه من النبى صلى الله عليه وسلم فقال أبى بن كعب: والله لا يقوم معك إلا أصغر القوم، فكنت أصغر القوم فقمت معه فأخبرت عمر أن النبى صلى الله تعالى عليه وسلم قال ذلك. (بخارى، كتاب الاستئذان، حديث:٦٢٤٥)

"میں انصار کی ایک مجلس میں تھا کہ حضرت ابو موسیٰ اشعری آئے، ایسا لگ رہا تھا کہ وہ گھبرائے ہوئے ہوں آتے ہی انھوں نے فرمایا کہ میں نے حضرت عمر کی بارگاہ میں تین بار حاضری کی اجازت چاہی تو مجھے اجازت نہیں ملی اس لیے میں واپس ہو گیا اتنے میں